حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ

موسم سرما کی ایک ٹھٹھری ہوئی رات تھی' ہر سو ہو کا عالم تھا' قصبہ دھرم کوٹ کے ایک مکان میں حضرت خواجہ امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ اپنے رب کریم سے لو لگائے بیٹھے تھے' گریہ کا عالم تھا کہ معا" کشف ہوا کہ شرقپور میں ایک مرد کامل جنم لے گا جس کے فیوض و برکات اور روحانی تصرفات سے مخلوق خدا راہ ہدایت پر گامزن ہو گی۔ دوسرے دن شرقپور شریف گئے' ایک محلے میں ادھر ادھر آنے جانے اور لمبے لمبے سانس لے کر کچھ سونگھنے لگے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ ایک بلند قامت درویش چکر لگا رہا ہے تو ایک شخص نے عرض کیا۔

" بابا جی یہاں بڑی دیر سے گھوم رہے ہیں اور کچھ سونگھ رہے ہیں کیا بات ہے؟"

"اس محلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک بندہ جنم لے گا اس کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔" آپ نے جواب دیا۔ پوچھا گیا وہ بطل جلیل کس کے ہاں تولد ہو گا تو حضرت خواجہ نے میاں عزیزالدین کے گھرانے کی طرف اشارہ کر دیا۔

حضرت امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ ہر سال شرقپور تشریف لے جاتے تھے۔ ۱۲۸۲ ہجری میں وہاں گئے تو فرط مسرت سے آپ کا چہرہ کھل رہا تھا' والہانہ انداز میں ایک سے دوسری طرف جاتے تھے۔ وجہ انبساط دریافت کی گئی تو فرمایا جس خوشبو کو سونگھا کرتا تھا وہ جلوت میں آگئی ہے۔ اللہ کے اس بندے نے شرقپور کو اپنے قدوم سے نواز دیا ہے۔ ایک شخص نے مودبانہ تفصیل معلوم کرنا چاہی تو ارشاد فرمایا۔

" وہ میرا مرید ہو گا اور جب یوم نشور اللہ تبارک و تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ دنیا سے کیا لائے ہو تو عرض کروں گا شیر محمد کو لایا ہوں"۔

پیدائش سے ساتویں روز اس مبارک بچے کا نام شیر محمد رکھا گیا۔ بفضل تعالیٰ گھر میں ہر وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہوتا رہتا تھا۔ اس میں آپ کی پرورش ہونے لگی' بچپن میں جب کبھی اپنے ہمعصروں میں بیٹھتے تو عام بچوں کی طرح کھیلنے سے طبیعت گریزاں رہتی تھیں۔ وحشت سی محسوس ہوتی تھی۔ جب قدرے سیانے ہو گئے تو علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے مکتب میں بٹھا دیئے گئے' مگر دوسرے لڑکوں کے ساتھ جی نہ لگتا تھا' نتیجتاً" آپ کو تنہائی میں بٹھا کر سبق دیا جانے لگا۔ بہت قلیل مدت میں آپ نے قرآن حکیم اور دیگر کتب پڑھ لیں اور لکھنے میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ تلاوت کلام پاک کے وقت آپ پر عالم گریہ طاری ہو جاتا تھا' آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے' ایسے لگتا تھا جیسے کلام اللہ کے حروف زریں میں جلال ربانی اور عظمت کبریائی کا مشاہدہ کرنے کے بعد خشیت الہٰی سے آنکھوں سے سیل اشک رواں ہے۔ شرم و حیاء کا یہ عالم تھا کہ ضرب المثل بن گئی تھی۔ محلے سے گزرتے وقت آپ سر پر کپڑا لپیٹ لیا کرتے تھے' اکثر عورتیں کہا کرتی تھیں کہ میاں عزیزالدین کے ہاں لڑکے نے نہیں لڑکی نے جنم لیا ہے۔

میاں شیر محمد بچپن سے نوجوانی کی طرف گامزن تھے' اس دوران میں خواجہ

امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ باقاعدگی سے شرقپور تشریف لاتے اور وہاں کئی کئی دن قیام فرماتے تھے' منتظر تھے کہ کب میاں شیر محمد کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمائیں۔ قیام شرقپور کے دوران میں جب آپ کی ملاقات میاں شیر محمد سے ہوتی تو بڑی شفقت و محبت سے نوازتے' میاں صاحب کو بھی آپ کی معیت و قرب سے راحت و سکون میسر آتا تھا' لیکن اس امر کا خیال تک بھی کبھی نہیں آیا تھا کہ ایک دن ان کے حلقہ مریدین میں شمولیت ہو گی۔

وقت گزرتا رہا حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ دنیا کے جھمیلوں سے بے نیاز اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر بڑھتے رہے۔ کبھی کسی مرد کامل کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کی تمنا دل میں مچلنے لگتی تھی تا کہ عشق و محبت اور ولایت و معرفت الٰہی کی راہیں آسان ہو جائیں۔ ایک دن حضرت خواجہ امیرالدین رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت ہونے کی ترغیب دی لیکن آپ نہ مانے' دل میں یہ خیال گزرا کہ اس سن رسیدہ بزرگ سے بیعت کرنے سے کیا حاصل۔ چند بار اصرار کے باوجود جب حضرت میاں صاحب نے بیعت پر آمادگی ظاہر نہ کی تو حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے روحانی تصرف سے آپ کو حلقہ ارادت میں شمولیت پر مجبور کر دیا جس سے مراد اور مرید کے دونوں درجات حاصل ہو گئے۔

بیعت کے بعد حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کی عجب حالت ہو گئی۔ اکثر عالم بے خودی میں تڑپتے' لوٹتے اور چاک گریباں درخانہ خدا میں کھڑے ہو کر اللہ کو پکارنے لگتے' اگر کوئی شخص نظر آجاتا تو اس سے اللہ کا راستہ دریافت فرماتے اور پھر جنگلوں اور ویرانوں کی طرف بھاگ جاتے۔ بسااوقات خار دار جھاڑیوں میں جا گھستے یا کسی ٹوٹی پھوٹی بوسیدہ قبر میں جا کر لیٹ جاتے اور کبھی عالم جذب و محویت میں پکار اٹھتے۔

"ہن میں ہوگیا کوئی اور"

لیکن جب ہوش میں آتے تو لاحول پڑھنے لگتے۔ ایک دن حضرت عبدالحق قصوری رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ پر تشریف لے گئے اور ایک ٹیلے پر چڑھ گئے' اسی اثنا میں کوئی راہ گیر باواز بلند یہ شعر پڑھتا ہوا گزرا۔ ؎

مجھ سے نہ ہوا کوئی نیک عمل
کل عمل شر و ذلل

ان الفاظ کا سننا تھا کہ لوٹ پوٹ ہو کر ٹیلے سے نیچے گر پڑے۔ الد بزگوار حضرت میاں عزیزالدین رحمتہ اللہ علیہ آپ کی حرکات و سکنات کی وجہ سے عجیب تذبذب میں تھے' ایک روز کسی صاحب کشف بزرگ سے اس کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا۔

" تمہارا بیٹا دیوانہ نہیں فرزانہ ہے۔ اس کی توحید پرستی اور عشق رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا ہو گا۔ ہزاروں لوگ اس کے فیوض و برکات سے متمتع ہوں گے۔"

یہ سماعت فرما کر آپ کے والد محترم کو سکون و اطمینان نصیب ہوا۔

جب آپ نے سلوک معرفت اور عشق و محبت کی منازل طے کر لیں تو مرشد کامل نے فیضان عام کے لئے خرقہ خلافت عطا فرمانا چاہا تو آپ نے عرض کیا۔

" میں اس غرض سے حلقہ ارادت میں شامل نہیں ہوا تھا"۔

" میں جانتا ہوں لیکن مخلوق خدا کو ان انعامات اور فیوض و برکات سے محروم نہیں رکھا جا سکتا جو تمہارے توسط سے عطا ہوں گی"۔

مرشد نے ارشاد فرمایا تو آپ نے سر تسلیم خم کر دیا اور اجازت نامہ لے کر مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے۔ بس پھر کیا تھا دور و نزدیک سے تشنگان بادۂ سلوک و طریقت' طلبگاران صراط مستقیم' متلاشیان حق اور دنیائے دنی کے جال میں

جکڑے ہوئے انسان دراقدس پر حاضر ہونے لگے۔ بے شمار لوگ حلقہ بگوش ارادت ہوئے۔ جو بھی حاضر خدمت ہوتا اللہ کا یہ شیر اس کا دامن اپنی نگاہ اور دعا سے بھر دیتا اور نیکیوں کے چراغ روشن ہو جاتے تھے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ سادہ اور سفید لباس زیب تن فرماتے تھے۔ موسم گرما میں دو کرتے پہنتے تھے تاکہ اگر کوئی سوالی مانگے تو ایک کرتہ عطا کر سکیں۔ سیاہ لباس اور جوتی کو ناپسند فرماتے تھے۔ سراقدس پر پگڑی کے ساتھ ٹوپی بھی پہنتے تھے۔ اس کی توجیہہ یوں فرماتے تھے کہ حدیث پاک میں ہے کہ صرف ٹوپی انصار اور صرف پگڑی یہودی پہنتے تھے لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دونوں اشیاء استعمال کرنے کا حکم دیا تھا۔

تمام امور و احوال میں اسوۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش نظر رکھتے تھے۔ لیکن جہاں خلاف سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حرکت دیکھتے فوراً ٹوک دیتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہرگز چھٹکارا نہیں، درحقیقت مسلمان وہی ہے جو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرتا ہے۔ ایک مرتبہ اپنے مرشد کے پاس حاضر ہوئے، کسی وجہ سے وہ نماز کی تکبیر اولیٰ میں شریک نہ ہو سکے تو آپ نے عرض کیا۔

"حضور! آج آپ تکبر اولیٰ میں شامل نہیں ہوئے"۔ مرشد نے سنا تو بہت خوش ہوئے فرمایا۔

"تو شیر ربانی ہے۔"

چنانچہ اس دن سے آپ کا لقب شیر ربانی مشہور ہو گیا۔

حضرت قبلہ عاشق یزدانی، شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نقشبندی مجددیہ سلسلہ سے منسلک تھے۔ آپ انہیں عقائد کے حامل تھے جو حضرت

مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ معمول تھا کہ نصف شب تک مریدین اور عقیدت مندوں کی اصلاح احوال فرماتے۔ مسائل بیان کرتے۔ پھر گھر میں تشریف لے جا کر نماز تہجد ادا کرتے اور فجر کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھتے۔ اس کے بعد درود پاک خضریہ کا ورد کرتے اور بعد از نماز اشراق بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے۔ مہمانوں کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ دن رات میں جب بھی کوئی آتا تو کھانا تیار ملتا۔

اصطلاح صوفیا میں تصرف ایسی قوت کا نام ہے جس سے کائنات کی اشیاء میں ایسی تبدیلی لانا جس کے لئے وہ چیز اس حال پر فطرتاً تیار نہ ہو۔ بالفاظ دیگر تصرف کرامت کا سرچشمہ ہے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی ساری حیات پاک کرامت تھی۔ آپ کرامت کا اظہار فرمانے سے گریزاں تھے کیونکہ یہ کوئی ایسا عمل نہیں جس پر بزرگی کا انحصار ہو۔ لیکن بسااوقات خوارق عادت واقعات رونما ہو جایا کرتے تھے' ایک سکھ تھانیدار نے جو گشت پر تھا اس نے آپ کو آواز دی۔ آپ خاموش رہے۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ۔ حکم کی تعمیل کی۔ گئی ایک سپاہی نے تھانیدار سے کہا کہ میاں صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) اللہ کے نیک بندے ہیں۔ تھانیدار نے ان سنی کر دی اور بولا۔
"تم نہیں جانتے ایسے لوگ چوروں اور ڈاکوؤں کے ساتھی ہوتے ہیں"۔

آپ نے اس کی طرف دیکھا اور چپ رہے' دوسرے دن حضرت میاں صاحب حضرت آغا سکندر شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ رات کو چوروں نے سکھ تھانیدار کا گھر لوٹ لیا' اس دن سے وہ آپ کا بڑا معتقد ہو گیا۔ جب تک شرقپور میں تعینات رہا گاہے بگاہے حاضر خدمت ہوتا رہتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ شاہ پور تشریف لے گئے آپ کے مرید میاں احمد دین نے عرض کیا۔

"حضور ان دنوں چوہے کھیتوں کو بہت خراب کر رہے ہیں"۔ فرمایا۔ "تمہاری

فصل کہاں ہے؟" وہ آپ کو اپنے ہمراہ کھیتوں میں لے گیا' آپ ایک طرف سے داخل ہو کر کھیت کی دوسری جانب سے نکل گئے اس دن کے بعد سے میاں احمد دین کی فصلوں کو چوہوں نے نقصان نہیں پہنچایا۔

ایک مرتبہ میاں عبداللہ ولد مولوی عبدالغفور کی انگلی ٹوٹ گئی' چھ سات ماہ بڑا علاج کرایا مگر آرام نہ آیا بلکہ سوکھ کر ٹیڑی ہو گئی۔ ایک دن میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے انگلی دیکھ کر ماجرا پوچھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لے کر انگلی کو سیدھا کر دیا وہ بالکل صحیح ہو گئی۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ جب ۶۵ برس کے ہوئے تو وقت رخصت آگیا۔ اطباء کے مشورے سے آپ کو شہر لے جایا گیا۔ تین دن تک یہاں قیام فرمانے کے بعد واپس شرقپور تشریف لے گئے۔ تین ربیع الاول ۱۳۴۷ ہجری بروز دو شنبہ وقت ساڑھے دس بجے شب اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ کہتے ہیں کہ اس دن زور کی آندھی اٹھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دنیا میں ہر سو اندھیرا پھیل گیا ہو' آن واحد میں آپ کے وصال کی خبر دور و نزدیک پھیل گئی۔ لوگوں کا ہجوم ہونے لگا تاکہ اس ولی کامل' عاشق ربانی کا آخری دیدار کر سکیں۔ دوسرے دن صاحبزادہ حضرت مظہرقیوم مکانی شریف نے نمازہ جنازہ پڑھائی' شام ساڑھے چھ بجے لحد میں اتار دیا گیا۔ اس وقت ہزاروں کا مجمع تھا ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر دل سوگوار تھا۔ آپ کے اقوال و ملفوظات زر و جواہر سے تولنے کے لائق ہیں چند ایک ملاحظہ ہوں۔

- قرآن شریف میں بطن در بطن' بطن در بطن ستر بطن ہیں جتنا غور و خوض سے پڑھو گے کھلتے جائیں گے۔
- راہ خدا میں منافق کا کام نہیں ہے۔
- نشانہ بننا نہیں چاہیے جس کی طرف لوگوں نے انگلی کی وہ ہلاک ہوا۔

- عاشق کامل وہ ہے جو منتہائے وصل کے بعد بھی ویسے ہی خوش نظر آئے جیسے ابتدائے عمر میں تھا۔
- اگر لوگوں کو لاالہ الااللہ پر پورا یقین ہو تو اعمال درست ہو جائیں۔

آپ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہر کام سنت خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کرنا چاہیے۔ کوئی عمل کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ اس ضمن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا قول و عمل تھا۔ دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر محبت ہو گی اتنے ہی اعمال صالح ہوں گے۔ روحانیت میں ترقی ہو گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب و معرفت نصیب ہو گی۔